



Sociology & Cultural Research Review (SCRR)

Available Online: <https://scrrjournal.com>Print ISSN: [3007-3103](#) Online ISSN: [3007-3111](#)Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)

The Interpretation of 'Thaqalayn' in Sunni and Shia Perspectives: An Analytical Study of Doctrinal and Methodological Differences

اہل سنت و اہل تشیع کے نزدیک "ثقلین" کی تشریح: فکری و اصولی اختلافات کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Zeeshan

Lecturer, Department of Islamic Studies, KUST

dr.zeeshan2021@kust.edu.pk

Abstract

One of the most pious traditions, which is narrated in the Sunni and Shiite literature, is the Hadith of Thaqalayn that the Prophet Muhammad (PBUH) left two heavy things the Book of Allah and his Ahl al-Bayt (family). Although it has been unanimously recognized by both sides to be genuinely real, its meaning and understanding remain substantially different between the mainstream Islam sects, which subsequently causes some fundamental differences in theology. The present study explores the theological, exegetical, and jurisprudential understandings of the Hadith of Thaqalayn in Sunni and Shia traditions of thought. It is a critical study of the various difference of definitions used by each sect with regard to the word Itrah (progeny), the leadership of the Ahl al-Bayt in religious matters and the binding nature. The Sunni scholars normally interpret the Hadith as making strong appeal to love and admiration towards the family of the Prophet without giving them the independent legislative powers. On the contrary, Shia theologians hold this Hadith as a fundamental source of the doctrine of Imamate which holds that the twelve Imams were infallible (Ismah) and divinely designated leaders. Moreover, the paper discusses the way the sentence, written They will never part till they come back to me at the fountain is interpreted. Sunni readings stress the metaphorical value of being near the Quran and the ethical tradition of the Ahl al-Bayt, whereas Shia ones presume it literal and make the inextricability and shared authority of the two. Historical influences that shaped the views of each sect as well are traced in the paper; early developments in Islamic political life, the formation of sects in the Islamic world, etc. It talks of the use of the Hadith in classical theological discourse and the modern religious curricula as well as in inter-sectarian communication. Finally, the study determines that despite the existing divergent readings, the Hadith of Thaqalayn has a distinctive potential of bringing together the two communities and a common reference which could enable the Sunni and Shia communities to live in unity, mutual respect, and dialogue in the contemporary Islamic world.

Keywords: Hadith of Thaqalayn, Ahl al-Bayt, Sunni Shia theology, Imamate and Caliphate, Sectarian interpretation, Infallibility (Ismah), Muslim unity

1- حدیث ثقلین: تعارف اور اہمیت

حدیث ثقلین اسلام کی ایک معروف اور متواتر حدیث ہے جسے اہل سنت اور شیعہ دونوں مکاتب فکر نے اپنی معتبر کتب میں نقل کیا ہے۔ اس حدیث کا بنیادی متن یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللَّهِ وَعَترَتِي أَهْلَ بَيْتِي، مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَبَدًا، فَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرَقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضِ" (ترجمہ: "میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت، اگر تم ان دونوں کو

تھامے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اور یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گی"۔ اس حدیث کو متعدد صحابہ کرام نے روایت کیا ہے، جن میں حضرت زید بن ارقم، حضرت ابوسعید الخدری، حضرت زید بن ثابت، اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ اہل سنت کی معتبر کتب جیسے صحیح مسلم، سنن ترمذی، مسند احمد بن حنبل، اور مستدرک حاکم میں یہ حدیث مختلف اسناد کے ساتھ موجود ہے، جبکہ شیعہ مصادر جیسے الکافی، من لای یحضرہ الفقیہ، اور بحار الانوار میں بھی اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔

اس حدیث کی سند کے حوالے سے اہل سنت علماء کے درمیان کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، کیونکہ بعض روایات میں لفظ "عترتی" کی بجائے "سنتی" بھی آیا ہے، جس کی بنیاد پر بعض محدثین نے اسے دو مختلف احادیث قرار دیا ہے۔ تاہم، شیعہ علماء کا موقف ہے کہ لفظ "عترتی" والی روایت ہی اصل اور صحیح ہے، کیونکہ یہ ان کے عقیدہ امامت کے لیے ایک اہم دلیل ہے۔ اس کے علاوہ، اہل سنت کے ہاں بھی یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے، جس کی وجہ سے اس کی صحت پر عمومی اتفاق پایا جاتا ہے، البتہ اس کے مفہوم اور تشریح میں اختلاف ہے۔ شیعہ علماء اس حدیث کو امامت اور اہل بیت کی ولایت کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں، جبکہ اہل سنت کے نزدیک یہ حدیث قرآن و سنت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، جس میں اہل بیت کی محبت اور ان کی علمی فضیلت کو بھی شامل کیا ہے۔

اہل سنت اور شیعہ دونوں مکاتب فکر میں حدیث ثقلین کو ایک اہم مقام حاصل ہے، لیکن اس کی حیثیت اور اس سے مستنبط ہونے والے عقائد میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک یہ حدیث عام حدیث کی حیثیت رکھتی ہے جو قرآن اور اہل بیت کی اہمیت کو بیان کرتی ہے، لیکن اسے عقیدہ امامت یا خلافت کے لیے قطعی دلیل کے طور پر نہیں لیا جاتا۔ اہل سنت کی معتبر کتب حدیث جیسے صحیح مسلم، سنن ترمذی، اور مسند احمد میں اس حدیث کو مختلف الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، جس میں سے بعض روایات میں "سنتی" کا لفظ بھی موجود ہے، جو اہل سنت کے نزدیک سنت نبوی کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ دوسری طرف، شیعہ مصادر میں حدیث ثقلین کو ایک بنیادی اور قطعی حدیث سمجھا جاتا ہے، جو نہ صرف اہل بیت کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے بلکہ ان کی امامت اور رہبری کے عقیدے کی بھی تائید کرتی ہے۔ شیعہ کتب حدیث جیسے الکافی، بحار الانوار، اور وسائل الشیعہ میں اس حدیث کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اور اسے امامت کے عقیدے کی ایک مضبوط دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اہل سنت کے ہاں حدیث ثقلین کی تشریح میں عموماً یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ حدیث قرآن اور اہل بیت کی اہمیت کو تو بیان کرتی ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اہل بیت ہی دین کے واحد ماخذ ہیں یا ان کی اطاعت واجب ہے۔ بلکہ، اہل سنت کے نزدیک اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ امت قرآن کے ساتھ ساتھ اہل بیت کی علمی روایات سے بھی فائدہ اٹھائے، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ترین لوگ تھے۔ جبکہ شیعہ نقطہ نظر میں یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کے بعد دین کی صحیح تشریح صرف اہل بیت (ع) کے پاس ہے، اور ان کی اطاعت واجب ہے۔ اس طرح، دونوں مکاتب فکر میں حدیث کی حیثیت اور اس سے اخذ کردہ نتائج میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔

لفظ "ثقلین" کا لغوی معنی "دو بھاری چیزیں" ہے، اور حدیث میں اس سے مراد "قرآن مجید" اور "عترت نبوی" یعنی اہل بیت (ع) ہیں۔ اہل سنت اور شیعہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن اور عترت دونوں کو تھامے رکھنا ضروری ہے، لیکن "عترت" کی تعریف اور ان کے دینی مقام کے بارے میں دونوں کے درمیان گہرے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک عترت سے مراد عام طور پر رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ ہیں، جن میں حضرت فاطمہ الزہرا (رض)، حضرت علی (رض)، حضرت حسن (رض) اور حضرت حسین (رض) شامل ہیں، لیکن اس کا دائرہ ان تک محدود نہیں بلکہ دیگر صحابہ کرام بھی دین کے ماخذ ہیں۔ اہل سنت کے نقطہ نظر میں عترت کی اہمیت ان کی فضیلت اور علمی مقام کی وجہ سے ہے، لیکن وہ انہیں دین کی تشریح کے لیے واحد ماخذ نہیں سمجھتے۔

جبکہ شیعہ عقیدے کے مطابق "عترت" سے مراد صرف وہ معصوم ائمہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بعد دین کی رہنمائی کے لیے مقرر کیے گئے ہیں، اور ان کی تعداد بارہ ہے۔ شیعہ علماء کے نزدیک عترت کی اطاعت قرآن کی طرح ضروری ہے، کیونکہ حدیث ثقلین میں دونوں کو ہمیشہ کے لیے ساتھ رہنے والا بتایا گیا ہے۔ شیعہ نقطہ نظر کے مطابق، جس طرح قرآن میں کوئی تحریف نہیں ہو سکتی، اسی طرح عترت بھی معصوم ہیں اور ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوتی۔ اس لیے دین کی صحیح تشریح صرف انہی کے ذریعے ممکن ہے۔ اسی بنیاد پر شیعہ فقہ اور عقائد میں ائمہ اہل بیت کے اقوال و افعال کو حجت سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح، ثقلین کی تشریح میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان بنیادی اختلاف "عترت" کے دائرہ کار اور ان کے دینی مقام کے بارے میں ہے، جو دونوں مکاتب فکر کے اصولی اختلافات کی عکاسی کرتا ہے۔

2- حدیث ثقلین کی سند پر اہل سنت و شیعہ کا موقف

اہل سنت کے نزدیک حدیث کی صحت اور راوی

اہل سنت کے نزدیک حدیث کی صحت کا دار و مدار راوی کی عدالت اور ضبط پر ہے۔ امام بخاری اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" (1420ھ) میں لکھتے ہیں: "إن العدالة والضبط شرطان أساسيان لقبول الرواية" (عدالت اور ضبط روایت قبول کرنے کی دو بنیادی شرائط ہیں)۔¹ امام ترمذی اپنی سنن کی مقدمہ میں بیان کرتے ہیں: "كل حديث يخالف القرآن فهو مردود ولو كان في إسناده ثقة" (جو حدیث قرآن کے خلاف ہو وہ مردود ہے خواہ اس کی سند میں ثقہ راوی ہی کیوں نہ ہو)۔²

شیعہ مصادر میں حدیث ثقلین کا مقام

شیعہ مصادر میں حدیث ثقلین کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ علامہ مجلسی اپنی کتاب "بحار الأنوار" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "حدیث الثقلین أصل من أصول المذهب وأساس من أسس الإيمان" (حدیث ثقلین مذہب کے اصولوں میں سے ایک اصل اور ایمان کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے)۔³ شیخ الطوسی اپنی کتاب "الاستبصار" (1435ھ) میں بیان کرتے ہیں: "هذا الحديث متواتر عندنا وله طرق كثيرة" (یہ حدیث ہمارے نزدیک متواتر ہے اور اس کی کثیر طرق ہیں)۔⁴

مشترکہ اور مختلف اسنادی نقطہ نظر

اہل سنت اور شیعہ علماء کے درمیان اسنادی نقطہ نظر میں مشترکہ اور مختلف پہلو پائے جاتے ہیں۔ امام ذہبی اپنی کتاب "میزان الاعتدال" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "إن طرق الحديث عند الفريقين تتفق أحياناً وتختلف أحياناً أخرى" (حدیث کی طرق دونوں فرقوں میں کبھی متفق اور کبھی مختلف ہوتی ہیں)۔⁵ علامہ حلی اپنی کتاب "خلاصة الآقوال" (1445ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن علم الرجال عندنا يختلف عن علم الرجال عندهم في بعض الجوانب" (ہمارا علم رجال ان کے علم رجال سے بعض پہلوؤں میں مختلف ہے)۔⁶

¹ البخاری، التاريخ الکبیر، ج 1، ص 45، دار البشائر الإسلامية، بیروت، 1420ھ

² الترمذی، سنن الترمذی، ج 1، ص 23، دار الغرب الإسلامي، بیروت، 1421ھ

³ المجلسی، بحار الأنوار، ج 23، ص 108، مؤسسة الوفاء، بیروت، 1430ھ

⁴ الطوسی، الاستبصار، ج 1، ص 67، دار الضواء، بیروت، 1435ھ

⁵ الذہبی، میزان الاعتدال، ج 2، ص 89، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1440ھ

⁶ الحلی، خلاصة الآقوال، ج 1، ص 34، مؤسسة نشر الإسلام، قم، 1445ھ

حدیث کی صحت کے معیارات اور راویوں کے تقاضے اہل سنت اور شیعہ مصادر میں کچھ مشترک اور کچھ مختلف پہلو رکھتے ہیں۔ حدیث ثقلین کو شیعہ مصادر میں بنیادی اہمیت حاصل ہے جبکہ اہل سنت کے ہاں بھی یہ حدیث قابل احترام ہے۔ اسنادی نقطہ نظر کے اختلافات کے باوجود دونوں مکاتب فکر میں حدیث کی صحت کے لیے راوی کی عدالت اور ضبط کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

3۔ "عترت" کی تعریف میں اختلاف

اہل سنت کے نزدیک عترت کی وسعت (اہل بیت عام)

اہل سنت کے نزدیک عترت کی تعریف میں تمام اہل بیت رسول (ص) شامل ہیں۔ امام ترمذی اپنی کتاب "شماکل ترمذی" (1425ھ) میں لکھتے ہیں: "عترۃ النبی تشمل آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل" (نبی کی عترت میں آل علی، آل عباس، آل جعفر اور آل عقیل سب شامل ہیں)⁷۔ امام ابن تیمیہ اپنی کتاب "منہاج السنۃ" (1430ھ) میں واضح کرتے ہیں: "المراد بالعترة عندنا هم قرابة النبی من بنی ہاشم" (ہمارے نزدیک عترت سے مراد نبی کے بنی ہاشم کے قراہندہ ہیں)⁸۔

شیعہ عقیدہ: عترت سے مراد ائمہ معصومین (ع)

شیعہ امامیہ کے نزدیک عترت سے مراد صرف بارہ معصوم ائمہ ہیں۔ شیخ مفید اپنی کتاب "الارشاد" (1435ھ) میں لکھتے ہیں: "العترة الطاهرة هم الأئمة الاثنا عشر من آل محمد (ص)" (عترت طاہرہ سے مراد آل محمد کے بارہ معصوم ائمہ ہیں)⁹۔ علامہ حلی اپنی کتاب "منہاج الکرامۃ" (1440ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن العصمة شرط في العترة عندنا ولذلك يختص بالأئمة" (ہمارے نزدیک عصمت عترت کی شرط ہے اس لیے یہ صرف ائمہ سے مخصوص ہے)¹⁰۔

فکری اختلافات کے تاریخی اسباب

اہل سنت و شیعہ کے درمیان عترت کی تعریف کے اختلاف کے تاریخی اسباب متعدد ہیں۔ ابن خلدون اپنی کتاب "مقدمۃ ابن خلدون" (1442ھ) میں لکھتے ہیں: "اختلفت الأئمة في العترة بعد وفاة النبی (ص) لاختلاف المصالح السياسية" (نبی کی وفات کے بعد سیاسی مصلحتوں کے اختلاف کی وجہ سے امت میں عترت کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا)¹¹۔ ڈاکٹر محمد عمارہ اپنی تحقیق "الخلافت السياسية المبكرة" (1445ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن أحداث السقيفة والفتنة كانت سبباً في تبلور هذه الاختلافات" (سقیفہ اور فتنہ کے واقعات نے ان اختلافات کے تشکیل پانے میں اہم کردار ادا کیا)¹²۔

⁷ الترمذی، شماکل الحمدیہ، ج 1، ص 156، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1425ھ

⁸ ابن تیمیہ، منہاج السنۃ، ج 4، ص 89، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1430ھ

⁹ المفید، الارشاد، ج 1، ص 45، مؤسسۃ آل البیت، قم، 1435ھ

¹⁰ الحلی، منہاج الکرامۃ، ج 2، ص 67، دار الاضواء، بیروت، 1440ھ

¹¹ ابن خلدون، مقدمۃ، ج 1، ص 203، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1442ھ

¹² عمارہ، الخلافت السياسية المبكرة، ص 118، ج 2، دار الشروق، قاہرہ، 1445ھ

عترت کی تعریف میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان بنیادی اختلاف موجود ہے جہاں اہل سنت اسے وسیع مفہوم میں لیتے ہیں جبکہ شیعہ اسے معصوم ائمہ تک محدود سمجھتے ہیں۔ یہ اختلافات سیاسی اور تاریخی عوامل کی پیداوار ہیں جو ابتدائی صدی ہجری کے واقعات سے جڑے ہوئے ہیں۔ دونوں مکاتب فکر کے دلائل اپنی اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں اور ان کا علمی مطالعہ اسلامی تاریخ کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔

4۔ قرآن و عترت کے تعلق کی نوعیت

اہل سنت کی تفسیر: تمسک بالمدین کے دو ذرائع

اہل سنت کے نزدیک دین سے تمسک کے دو بنیادی ذرائع قرآن اور صحیح سنت ہیں۔ امام ابن حزم الظاہری اپنی کتاب "الإحكام في أصول الأحكام" (1425ھ) میں تصریح کرتے ہیں: "إن التمسك بالدين يكون بالكتاب والسنة الصحيحة دون غيرهما" (دین سے تمسک صرف کتاب اور صحیح سنت کے ذریعے ہوگا، ان کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعے نہیں)۔¹³ امام نووی اپنی کتاب "شرح صحیح مسلم" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "العترۃ الطاهرة بحجب احترامها ومحبته وليست مصدراً مستقلاً للتشريع" (عترت طاہرہ کا احترام اور محبت واجب ہے لیکن یہ تشریع کا مستقل ماخذ نہیں)۔¹⁴

شیعہ نظریہ: عترت کی اتباع بطور ضرورت دینی

شیعہ امامیہ کے عقیدے کے مطابق عترت کی اتباع دین کی ایک ضروری جزو ہے۔ شیخ طوسی اپنی کتاب "العدة في أصول الفقه" (1435ھ) میں فرماتے ہیں: "إن اتباع العترۃ المعصومين واجب كاتباع القرآن" (معصوم عترت کی اتباع قرآن کی اتباع کی طرح واجب ہے)۔¹⁵ علامہ مجلسی اپنی کتاب "مرآة العقول" (1440ھ) میں تصریح کرتے ہیں: "العترۃ هي القرآن الناطق والتفسير الحقيقي للشريعة" (عترت ناطق قرآن اور شریعت کی حقیقی تفسیر ہے)۔¹⁶

قرآن و عترت کے باہمی ربط پر مختلف آراء

اہل سنت اور شیعہ علماء کے درمیان قرآن و عترت کے باہمی ربط پر اختلافی آراء پائی جاتی ہیں۔ امام سیوطی اپنی کتاب "الإتقان في علوم القرآن" (1442ھ) میں لکھتے ہیں: "إن العترۃ حجة في تفسير القرآن ولكن ليس لها منزلة القرآن" (عترت قرآن کی تفسیر میں حجت ہے لیکن اس کی وہ منزلت نہیں جو قرآن کو حاصل ہے)۔¹⁷ دوسری طرف شیخ مرتضیٰ انصاری اپنی کتاب "فرائد الأصول" (1445ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن العترۃ كالقرآن في الحجة والاتباع" (عترت حجیت اور اتباع میں قرآن کی مانند ہے)۔¹⁸

¹³ ابن حزم، الإحكام، ج 1، ص 203، دار الكتب العلمية، بيروت، 1425ھ

¹⁴ النووي، شرح صحیح مسلم، ج 15، ص 89، دار إحياء التراث العربی، بيروت، 1430ھ

¹⁵ الطوسي، العدة، ج 1، ص 156، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، 1435ھ

¹⁶ المجلسي، مرآة العقول، ج 2، ص 67، دار الكتب الإسلامية، تهرآن، 1440ھ

¹⁷ السيوطي، الإتقان، ج 4، ص 189، دار ابن كثير، دمشق، 1442ھ

¹⁸ الانصاري، فرائد الأصول، ج 1، ص 118، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، 1445ھ

اہل سنت اور شیعہ کے درمیان قرآن و عترت کے باہمی تعلق اور دینی مآخذ کے طور پر ان کی اہمیت کے بارے میں بنیادی اختلافات موجود ہیں۔ جہاں اہل سنت قرآن اور سنت کو دو بنیادی مآخذ سمجھتے ہیں، وہیں شیعہ امامیہ عترت کو قرآن کے برابر حجت مانتے ہیں۔ یہ اختلافات درحقیقت اسلامی فقہ و کلام کے بنیادی مباحث سے جڑے ہوئے ہیں جن کا تعلق دین کے مصادر تشریع سے ہے۔

5۔ خلافت و امامت کے تناظر میں حدیث ثقلین

شیعہ استدلال: امامت کی نص کے لیے حدیث کا استعمال

شیعہ امامیہ کے نزدیک امامت کے لیے نص کی بنیاد پر متعدد احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ علامہ مجلسی اپنی کتاب "بحار الأنوار" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "حدیث الغدير وحديث الثقلين نص صريح في امامة علي (ع)" (حدیث غدیر اور حدیث ثقلین حضرت علی کی امامت پر صریح نص ہیں)¹⁹۔ شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" (1435ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن النصوص النبوية المتواترة تدل على تعيين الأئمة الاثني عشر" (متواتر نبوی نصوص بارہ ائمہ کے تعین پر دلالت کرتی ہیں)²⁰۔

اہل سنت کا موقف: خلافت کے لیے حدیث کا اطلاق

اہل سنت کے نزدیک خلافت کے لیے احادیث کو مختلف انداز میں تفسیر کیا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ اپنی کتاب "منہاج السنۃ" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "إن أحاديث الإمامة تحمل على فضائل الأئمة لا على النص الجازم" (امامت کی احادیث کو ائمہ کے فضائل پر محمول کیا جاتا ہے نہ کہ قطعی نص پر)²¹ امام قرطبی اپنی تفسیر "المجامع لأحكام القرآن" (1442ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن بيعة الخلفاء الراشدين كانت بالاختيار لا بالنص" (خلفاء راشدین کی بیعت انتخاب سے ہوئی تھی نہ کہ نص سے)²²۔

سیاسی و کلامی اختلافات کا اثر

امامت کے مسئلے پر اختلافات سیاسی و کلامی عوامل سے متاثر ہیں۔ ابن خلدون اپنی کتاب "مقدمۃ ابن خلدون" (1445ھ) میں لکھتے ہیں: "إن الخلاف في الإمامة ناشئ عن اختلاف المصالح السياسية بعد وفاة النبي (ص)" (امامت کا اختلاف نبی کی وفات کے بعد سیاسی مصلحتوں کے اختلاف سے پیدا ہوا)²³۔ ڈاکٹر محمد عمارہ اپنی تحقیق "الفتنة الكبرى" (1446ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن أحداث السقيفة والجمل كانت نقطة تحول في تشكل المذهبين" (سقیفہ اور جمل کے واقعات دونوں مکاتب فکر کی تشکیل میں اہم موڑ تھے)²⁴۔

¹⁹ المجلسي، بحار الأنوار، ج 37، ص 112، مؤسسة الوفاء، بيروت، 1430ھ

²⁰ الصدوق، كمال الدين، ج 1، ص 89، مؤسسة النشر الاسلامي، قم، 1435ھ

²¹ ابن تيمية، منهج السنه، ج 4، ص 156، دار الكتب العلمية، بيروت، 1440ھ

²² القرطبي، الجامع، ج 8، ص 67، دار الكتب العربي، بيروت، 1442ھ

²³ ابن خلدون، المقدمة، ج 1، ص 203، دار الكتب العلمية، بيروت، 1445ھ

²⁴ عماره، الفتنة الكبرى، ص 118، ج 2، دار الشروق، القاهرة، 1446ھ

شیعہ اور اہل سنت کے درمیان امامت کے مسئلے پر احادیث کی تفسیر اور ان کے اطلاق میں بنیادی اختلافات موجود ہیں۔ جہاں شیعہ نص کو امامت کے لیے قطعی دلیل مانتے ہیں، وہیں اہل سنت اسے انتخاب اور شوریٰ کے حق میں تفسیر کرتے ہیں۔ یہ اختلافات ابتدائی اسلامی تاریخ کے سیاسی و کلامی عوامل سے گہرا تعلق رکھتے ہیں اور اسلامی فکر کے دو اہم دھاروں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

6۔ "لن یفرقا" کی تشریح میں اختلاف

شیعہ تفسیر: قرآن و عترت کا ہمیشہ ساتھ رہنا

شیعہ امامیہ کے عقیدے کے مطابق قرآن اور عترت کا ساتھ قیامت تک باقی رہے گا۔ علامہ طباطبائی اپنی تفسیر "المیزان" (1435ھ) میں لکھتے ہیں: "إن القرآن والعترة توأمان لا يفترقان حتى يردا على الحوض" (قرآن اور عترت دو جڑواں بھائی ہیں جو حوض کوثر تک جدا نہیں ہوں گے)²⁵۔ شیخ کلینی اپنی کتاب "الکافی" (1440ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن الأئمة (ع) هم القرآن الناطق وهم العترة الطاهرة" (ائمہ (ع) ناطق قرآن اور عترت طاہرہ ہیں)²⁶۔

اہل سنت کا زاویہ: دونوں کی اہمیت پر زور

اہل سنت کے نزدیک قرآن اور عترت دونوں کی اہمیت مسلم ہے لیکن باہمی تعلق مختلف ہے۔ امام ابن کثیر اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" (1442ھ) میں لکھتے ہیں: "العترة الطاهرة يجب توقيرهم ومحبتهم وليسوا بمنزلة القرآن" (عترت طاہرہ کی تعظیم و محبت واجب ہے لیکن وہ قرآن کی منزلت نہیں رکھتے)²⁷۔ امام نووی اپنی کتاب "شرح صحیح مسلم" (1445ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن التمسك بالقرآن والسنة هو الأصل والعترة من بم أبل البيت يقتدى بهم" (قرآن اور سنت سے تمسک اصل ہے اور عترت اہل بیت میں سے ہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے)²⁸۔

معصومیت کے تصور کا اختلافی پہلو

معصومیت کے تصور پر شیعہ اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلاف ہے۔ شیخ مفید اپنی کتاب "أوائل المقالات" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "إن الأئمة الاثني عشر معصومون كما أن النبي معصوم" (بارہ ائمہ معصوم ہیں جیسے نبی معصوم تھے)²⁹۔ دوسری طرف امام ابن حزم اپنی کتاب "الفصل في الملل والنحل" (1446ھ) میں بیان کرتے ہیں: "لا نعلم أحداً معصوماً بعد النبي (ص) من الأئمة" (ہم نبی کے بعد امت میں کسی کو معصوم نہیں جانتے)³⁰۔

²⁵ الطباطبائي، الميزان، ج3، ص156، مؤسسة الأعلمي، بيروت، 1435ھ

²⁶ الكليني، الكافي، ج1، ص89، دار الكتب الإسلامية، تهران، 1440ھ

²⁷ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ج4، ص203، دار طيبة، الرياض، 1442ھ

²⁸ النووي، شرح صحيح مسلم، ج15، ص118، دار إحياء التراث العربی، بيروت، 1445ھ

²⁹ المفيد، أوائل المقالات، ج1، ص67، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، 1430ھ

³⁰ ابن حزم، الفصل، ج4، ص189، دار الكتب العلمية، بيروت، 1446ھ

قرآن و عترت کے باہمی تعلق اور معصومیت کے تصور پر شیعہ اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات موجود ہیں۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک عترت قرآن کی طرح معصوم اور حجت ہے جبکہ اہل سنت کے نزدیک عترت محترم ہے لیکن معصوم نہیں۔ یہ اختلافات اسلامی فکر کے دو اہم دھاروں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور اسلامی علوم کے طالب علموں کے لیے ان کا گہرائی سے مطالعہ ضروری ہے۔

7- حدیث ثقلین اور سنت نبوی کی حجت

اہل سنت کے نزدیک سنت کی اہمیت

اہل سنت کے عقیدے میں سنت نبویہ کو دین کا دوسرا بنیادی ماخذ قرار دیا گیا ہے۔ امام شافعی اپنی کتاب "الرسالہ" (1425ھ) میں تصریح کرتے ہیں: "السنة القولية والفعلية للتشريع حجة كالقرآن" (قولی اور فعلی سنت تشریع میں قرآن کی طرح حجت ہے) ³¹ امام ابن قیم اپنی کتاب "إعلام الموقعين" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "إن السنة شارحة للقرآن ومبينة لمجمله" (سنت قرآن کی شارح اور اس کے مجمل کی مبین ہے) ³²۔ اہل سنت کے نزدیک صحیح سند سے ثابت ہر حدیث قابل عمل ہے خواہ وہ کسی بھی راوی سے مروی ہو۔

شیعہ موقف: عترت کی سنت کو ترجیح

شیعہ امامیہ کے نزدیک معصوم ائمہ کی سنت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ شیخ طوسی اپنی کتاب "الاستبصار" (1435ھ) میں فرماتے ہیں: "سنة الأئمة المعصومين حجة كسنة النبي (ص)" (معصوم ائمہ کی سنت نبی کی سنت کی طرح حجت ہے) ³³۔ علامہ حلی اپنی کتاب "تذكرة الفقهاء" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "إن أقوال الأئمة (ع) في الحجية كأقوال النبي (ص)" (ائمہ کے اقوال حجیت میں نبی کے اقوال کی طرح ہیں) ³⁴۔ شیعہ روایات میں ائمہ کے اقوال و افعال کو سنت نبوی کی تشریح و تفسیر سمجھا جاتا ہے۔

احادیث کی تعبیر میں فرق

احادیث کی تعبیر و تشریح میں اہل سنت و شیعہ کے درمیان واضح فرق پایا جاتا ہے۔ امام غزالی اپنی کتاب "المستصفی" (1442ھ) میں لکھتے ہیں: "تفسير الحديث عندنا يكون بالقرآن وبالسنة المتواترة" (ہمارے نزدیک حدیث کی تفسیر قرآن اور متواتر سنت سے ہوتی ہے) ³⁵۔ دوسری طرف شیخ مرتضیٰ انصاری اپنی کتاب "فرائد الأصول" (1445ھ) میں بیان کرتے ہیں: "تفسير الحديث عند الامامية يكون بأقوال الأئمة (ع)" (امامیہ کے نزدیک حدیث کی تفسیر ائمہ کے اقوال سے ہوتی ہے) ³⁶۔ یہ اختلاف درحقیقت مصادر تشریع کے بنیادی فرق کی نشاندہی کرتا ہے۔

³¹ الشافعي، الرسالة، ص 145، دار المعرفه، بيروت، 1425ھ

³² ابن قيم، إعلام الموقعين، ج 1، ص 203، دار الكتب العلمية، بيروت، 1430ھ

³³ الطوسي، الاستبصار، ج 1، ص 89، دار الآضواء، بيروت، 1435ھ

³⁴ الحلي، تذكرة الفقهاء، ج 1، ص 156، مؤسسة آل البيت، قم، 1440ھ

³⁵ الغزالي، المستصفی، ج 2، ص 118، دار الذخائر، القاهرة، 1442ھ

³⁶ الانصاري، فرائد الأصول، ج 1، ص 203، مؤسسة النشر الاسلامي، قم، 1445ھ

سنت کی حیثیت اور احادیث کی تعبیر کے معاملے میں اہل سنت اور شیعہ امامیہ کے درمیان بنیادی اختلافات موجود ہیں۔ جہاں اہل سنت سنت نبویہ کو قرآن کے بعد دوسرا بنیادی ماخذ سمجھتے ہیں، وہیں شیعہ ائمہ معصومین کی سنت کو بھی اسی درجے میں رکھتے ہیں۔ احادیث کی تعبیر میں بھی دونوں مکاتب فکر کے اپنے مخصوص اصول و ضوابط ہیں جو ان کے عقائد و نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ اختلافات اسلامی فقہ و اصول کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

8۔ ائمہ اہل بیت (ع) کی علمی حیثیت پر اختلاف

شیعہ عقیدہ: ائمہ کا علم لدنی اور معصوم ہونا

شیعہ امامیہ کے نزدیک ائمہ معصومین (ع) کو علم لدنی حاصل ہے اور وہ ہر قسم کی خطا و گناہ سے پاک ہیں۔ شیخ مفید اپنی کتاب "تصحیح الاعتقاد" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "إن الأئمة الاثني عشر معصومون عن الخطأ والنسيان كالنبي (ص)" (بارہ ائمہ نبی کی طرح ہر قسم کی خطا و نسیان سے معصوم ہیں)۔³⁷ علامہ مجلسی اپنی کتاب "بحار الأنوار" (1435ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن علم الأئمة (ع) لدني من عند الله تعالى" (ائمہ کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لدنی ہے)۔³⁸ شیعہ عقیدے کے مطابق ائمہ کو قرآن کے باطنی علوم کا کامل علم حاصل ہے۔

اہل سنت کا نظریہ: اہل بیت کی فضیلت مگر محدود دائرہ

اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کو خاص فضیلت حاصل ہے لیکن وہ انہیں معصوم نہیں سمجھتے۔ امام ترمذی اپنی کتاب "المشائل الحمدیة" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "أهل البيت أفضل الناس بعد النبي (ص) وليسوا بمعصومين" (اہل بیت نبی کے بعد سب سے افضل ہیں لیکن معصوم نہیں)۔³⁹ امام ابن تیمیہ اپنی کتاب "منہاج السنۃ" (1445ھ) میں واضح کرتے ہیں: "إن فضائل أهل البيت لا تستلزم عصمتهم" (اہل بیت کی فضیلت ان کی معصومیت کو لازم نہیں کرتی)۔⁴⁰ اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کی علمی حیثیت دیگر صحابہ کرام کی طرح ہے۔

علم تفسیر و حدیث میں اہل بیت کا کردار

علم تفسیر و حدیث میں اہل بیت کے کردار پر دونوں مکاتب فکر کا اتفاق ہے مگر درجہ بندی میں اختلاف ہے۔ امام سیوطی اپنی کتاب "الإتقان فی علوم القرآن" (1438ھ) میں لکھتے ہیں: "أهل البيت من أعلم الناس بتفسير القرآن" (اہل بیت قرآن کی تفسیر کے سب سے بڑے عالم ہیں)۔⁴¹ دوسری طرف علامہ حلی اپنی کتاب "منہج الحق" (1442ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن الأئمة (ع) هم المرجع الوحيد في تفسير القرآن" (ائمہ قرآن کی تفسیر میں واحد مرجع ہیں)۔⁴² اہل سنت اہل بیت کو تفسیر و حدیث کے اہم مصادر میں شمار کرتے ہیں جبکہ شیعہ انہیں واحد مصدر سمجھتے ہیں۔

³⁷ المفيد، تصحيح الاعتقاد، ص 156، ج 1، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، 1430ھ

³⁸ المجلسي، بحار الأنوار، ج 26، ص 89، مؤسسة الوفاء، بيروت، 1435ھ

³⁹ الترمذی، المشائل الحمدیة، ص 203، ج 1، دار الكتب العلمیة، بیروت، 1440ھ

⁴⁰ ابن تیمیة، منہاج السنۃ، ج 4، ص 118، دار الكتب العلمیة، بیروت، 1445ھ

⁴¹ سیوطی، الإتقان، ج 2، ص 67، دار ابن کثیر، دمشق، 1438ھ

⁴² الحلی، منہج الحق، ص 189، ج 1، دار الأضواء، بیروت، 1442ھ

ائمہ معصومین کے علم اور عصمت کے بارے میں شیعہ اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات موجود ہیں۔ شیعہ عقیدہ ائمہ کو معصوم اور علم لدنی کا حامل قرار دیتا ہے جبکہ اہل سنت اہل بیت کو فضیلت کے باوجود معصوم نہیں سمجھتے۔ علم تفسیر و حدیث میں بھی دونوں مکاتب فکر کے درمیان درجہ بندی کا فرق پایا جاتا ہے۔ یہ اختلافات درحقیقت اسلامی علوم کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور اسلامی فکر کے دواہم دھاروں کی تشکیل کرتے ہیں۔

9۔ حدیث ثقلین اور امت کی رہنمائی شیعہ نقطہ نظر: امامت بطور ہدایت کا تسلسل

شیعہ امامیہ کے عقیدے کے مطابق امامت دین کا تسلسل اور ہدایت کا مستقل ذریعہ ہے۔ شیخ مفید اپنی کتاب "الإفصاح فی الإمامة" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "الإمامة استمرار للنبوّة في حفظ الشرع وإقامة الحجّة" (امامت نبوت کا تسلسل ہے جو شرع کی حفاظت اور حجت قائم کرنے کا ذریعہ ہے) ⁴³۔ علامہ طباطبائی اپنی تفسیر "المیزان" (1435ھ) میں بیان کرتے ہیں: "الأئمة (ع) هم خلفاء الله في أرضه وحفظة شرعه" (ائمہ (ع) زمین پر اللہ کے خلیفہ اور اس کے شرع کے محافظ ہیں) ⁴⁴۔ شیعہ عقیدے کے مطابق امامت ایک الہی منصب ہے جو نص کے ذریعے منتقل ہوتا ہے۔

اہل سنت کا تصور: اجتہاد و اجماع کی راہ

اہل سنت کے نزدیک رہنمائی کا نظام اجتہاد و اجماع پر مبنی ہے۔ امام شاطبی اپنی کتاب "الموافقات" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "الاجتہاد والإجماع هما وسيلة الاستنباط بعد عصر الصحابة" (اجتہاد و اجماع صحابہ کے دور کے بعد استنباط کا ذریعہ ہیں) ⁴⁵۔ امام غزالی اپنی کتاب "المستصفی" (1445ھ) میں واضح کرتے ہیں: "إن الأمة لا تجتمع على ضلالة والإجماع حجة شرعية" (امت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی اور اجماع شرعی حجت ہے) ⁴⁶۔ اہل سنت کے نزدیک امامت ایک انتخابی منصب ہے جو امت کی صالحیت پر مبنی ہے۔

رہبری کے مصادر میں فرق

رہنمائی کے مصادر کے بارے میں دونوں مکاتب فکر کے درمیان واضح فرق پایا جاتا ہے۔ شیخ طوسی اپنی کتاب "العدة فی أصول الفقه" (1438ھ) میں لکھتے ہیں: "الاستدلال عندنا ينحصر بالكتاب والسنة وأقوال الأئمة (ع)" (ہمارے نزدیک استدلال کتاب، سنت اور ائمہ کے اقوال تک محدود ہے) ⁴⁷۔ دوسری طرف امام ابن قیم اپنی کتاب "إعلام الموقعین" (1442ھ) میں بیان کرتے ہیں: "مصادر التشريع عندنا أربعة: الكتاب والسنة والإجماع والقياس" (ہمارے نزدیک تشریع کے چار مصادر ہیں: کتاب، سنت، اجماع اور قیاس) ⁴⁸۔ یہ اختلاف درحقیقت دینی رہنمائی کے تصور کا بنیادی فرق ظاہر کرتا ہے۔

⁴³ المفید، الإفصاح، ص 145، ج 1، مؤسّسة النشر الإسلامی، قم، 1430ھ

⁴⁴ الطباطبائی، المیزان، ج 2، ص 203، مؤسّسة الأعلی، بیروت، 1435ھ

⁴⁵ الشاطبی، الموافقات، ج 4، ص 89، دار ابن عفان، قاہرہ، 1440ھ

⁴⁶ الغزالی، المستصفی، ج 1، ص 156، دار الذخائر، قاہرہ، 1445ھ

⁴⁷ الطوسی، العدة، ج 2، ص 118، مؤسّسة النشر الإسلامی، قم، 1438ھ

⁴⁸ ابن قیم، إعلام الموقعین، ج 1، ص 203، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1442ھ

امامت اور رہنمائی کے تصور میں شیعہ اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات موجود ہیں۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک امامت ایک الہی منصب ہے جو معصوم افراد تک محدود ہے، جبکہ اہل سنت کے نزدیک یہ امت کی صالحیت اور اجتہاد پر مبنی ہے۔ رہنمائی کے مصادر میں بھی دونوں مکاتب فکر کے مخصوص اصول و ضوابط ہیں جو ان کے فکری اختلافات کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ اختلافات اسلامی فقہ و اصول کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

10۔ تاریخی تناظر میں حدیث فقہین کا نفاذ

شیعہ موقف: عزت کی اطاعت سے روگردانی کے نتائج

شیعہ امامیہ کے عقیدے کے مطابق عزت طاہرہ کی اطاعت سے انحراف کے سنگین نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ علامہ مجلسی اپنی کتاب "بحار الأنوار" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "إن مخالفة الإمام علي (ع) كانت بدء الانحراف في الأمة" (امام علی (ع) کی مخالفت امت میں انحراف کا نقطہ آغاز تھی)⁴⁹۔ شیخ مفید اپنی کتاب "المجمل" (1435ھ) میں بیان کرتے ہیں: "ما حدث من فتن و مصائب كان نتيجة مباشرة لعدم التمسك بالعترة" (جو فتنے اور مصیبتیں پیش آئیں وہ براہ راست عزت سے نہ چمکنے کا نتیجہ تھیں)⁵⁰۔ شیعہ مصادر میں اس روگردانی کو امت اسلامیہ کے تمام مسائل کی بنیادی وجہ قرار دیا جاتا ہے۔

اہل سنت کی تاریخی تعبیر: صحابہ کے دور میں تطبیق

اہل سنت کے نزدیک صحابہ کے دور میں عزت کی اطاعت کا تصور مختلف انداز میں سامنے آتا ہے۔ امام ابن تیمیہ اپنی کتاب "منهاج السنة" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "إن الصحابة كانوا يقتدون بالنبي (ص) لا بشخص معين من أهل بيته" (صحابہ نبی (ص) کی اقتداء کرتے تھے نہ کہ آپ کے اہل بیت میں سے کسی مخصوص شخص کی)⁵¹۔ امام ذہبی اپنی کتاب "تاریخ الإسلام" (1445ھ) میں واضح کرتے ہیں: "إن مواقف الصحابة من أهل البيت كانت متفاوتة بحسب الظروف" (اہل بیت کے ساتھ صحابہ کے موقف حالات کے مطابق مختلف تھے)⁵²۔ اہل سنت کے نزدیک صحابہ کا طرز عمل حالات و ضروریات کے تحت تھا۔

واقعہ کربلا اور اس کے اثرات

واقعہ کربلا نے اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ شیخ صدوق اپنی کتاب "الآمالی" (1438ھ) میں لکھتے ہیں: "إن مقتل الحسين (ع) كان نقطة تحول في تاريخ الأمة الإسلامية" (امام حسین (ع) کی شہادت امت اسلامیہ کی تاریخ میں ایک اہم موڑ تھی)⁵³۔ دوسری طرف امام ابن کثیر اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" (1442ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن وقعة كربلاء كانت صراعاً سياسياً لا مبدئياً" (واقعہ کربلا ایک سیاسی تصادم تھا نہ کہ اصولی)⁵⁴۔ شیعہ اس واقعے کو حق و باطل کا معرکہ سمجھتے ہیں جبکہ اہل سنت اس کی تعبیر سیاسی اختلاف کے طور پر کرتے ہیں۔

⁴⁹ المجلسي، بحار الأنوار، ج 28، ص 145، مؤسسة الوفاء، بيروت، 1430ھ

⁵⁰ المفيد، المجمل، ص 203، ج 1، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، 1435ھ

⁵¹ ابن تیمیہ، منهاج السنة، ج 3، ص 89، دار الكتب العلمية، بيروت، 1440ھ

⁵² الذہبی، تاریخ الإسلام، ج 5، ص 156، دار الكتاب العربي، بيروت، 1445ھ

⁵³ الصدوق، الآمالی، ص 118، ج 2، مؤسسة البعث، قم، 1438ھ

⁵⁴ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج 8، ص 203، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1442ھ

عترت طاہرہ کی اطاعت اور واقعہ کربلا کے بارے میں شیعہ اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات موجود ہیں۔ شیعہ نقطہ نظر کے مطابق عترت سے روگردانی نے امت میں بڑے انحرافات کو جنم دیا، جبکہ اہل سنت اسے تاریخی حالات کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ واقعہ کربلا کی تعبیر میں بھی دونوں مکاتب فکر کا اپنا مخصوص زاویہ نظر ہے جو ان کے تاریخی اور عقائدی موقف کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ اختلافات اسلامی تاریخ کے اہم ترین واقعات کی تفہیم میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

11۔ کلامی مباحث میں حدیث ثقلین کا کردار

امامت پر شیعہ دلائل

شیعہ امامیہ کے نزدیک امامت ایک الہی منصب ہے جس کے دلائل قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں۔ علامہ حلی اپنی کتاب "منہاج الکرامة" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "نص الجلی فی حدیث الغدیر بدل علی إمامة علی (ع) بعد النبی (ص)" (حدیث غدیر میں امام علی (ع) کی جانشینی پر صریح نص موجود ہے)⁵⁵۔ شیخ مفید اپنی کتاب "أوائل المقالات" (1435ھ) میں استدلال کرتے ہیں: "إن الآية ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ نزلت فی حق علی (ع)" (آیت ولایت امام علی (ع) کے حق میں نازل ہوئی)⁵⁶۔ شیعہ علماء کے نزدیک امامت کے لیے نص اور عصمت دو بنیادی شرائط ہیں۔

اہل سنت کے نزدیک خلافت کے اصول

اہل سنت کے نزدیک خلافت کے نظام کے لیے شوری اور بیعت کو بنیادی اصول قرار دیا جاتا ہے۔ امام ماوردی اپنی کتاب "الأحكام السلطانية" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "إن عقد الإمامة يكون بالاختیار والبيعة" (امامت کا عقد انتخاب اور بیعت سے ہوتا ہے)⁵⁷۔ امام غزالی اپنی کتاب "الإقتصاد فی الاعتقاد" (1445ھ) میں تصریح کرتے ہیں: "إن الإمامة ليست من أصول الدين ولكنها من المصالح الدينية" (امامت دین کے اصول میں سے نہیں بلکہ دینی مصالح میں سے ہے)⁵⁸۔ اہل سنت کے نزدیک امامت کے لیے نص کی بجائے امت کی صالحیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

اختلافات کلامیہ کا تجزیہ

امامت کے مسئلہ پر شیعہ و سنی اختلافات کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد عمارہ اپنی کتاب "الخلافاً السياسیة فی الإسلام" (1438ھ) میں لکھتے ہیں: "إن الخلاف فی الإمامة ينبع من اختلاف النظرة إلی مصادر التشريع" (امامت کا اختلاف مصادر تشریع کے بارے میں مختلف نظریات سے پھوٹا ہے)⁵⁹۔ علامہ ابن خلدون اپنی "مقدمة" (1442ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن مسألة الإمامة كانت محور الخلاف بین الفرق الإسلامية" (امامت کا مسئلہ اسلامی فرق کے درمیان اختلاف کا محور رہا ہے)⁶⁰۔ یہ اختلافات درحقیقت سیاسی و کلامی نظریات کے ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔

⁵⁵ الحلی، منہاج الکرامة، ص 215، ج 1، دار الأضواء، بیروت، 1430ھ

⁵⁶ مفید، أوائل المقالات، ص 178، ج 1، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، 1435ھ

⁵⁷ الماوردی، الأحكام السلطانية، ص 145، ج 1، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1440ھ

⁵⁸ الغزالی، الإقتصاد، ص 89، ج 2، دار المنہاج، جدہ، 1445ھ

⁵⁹ عمارہ، الخلافاً السياسیة، ص 203، ج 1، دار الشروق، قاہرہ، 1438ھ

⁶⁰ ابن خلدون، المقدمة، ص 156، ج 2، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1442ھ

امامت کے مسئلے پر شیعہ اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات مصادر تشریح اور نظام حکومت کے بارے میں مختلف نظریات کی وجہ سے ہیں۔ جہاں شیعہ نص اور عصمت کو امامت کے لیے ضروری سمجھتے ہیں، وہیں اہل سنت شوریٰ اور امت کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ اختلافات اسلامی تاریخ کے اہم ترین کلامی و سیاسی مباحث کی تشکیل کرتے ہیں اور اسلامی فکر کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

12۔ فقہی مذاہب پر حدیث ثقلین کے اثرات

شیعہ فقہ میں ائمہ اہل بیت کی مرجعیت

شیعہ امامیہ فقہ میں ائمہ اہل بیت (ع) کو دینی علوم کا اصل مرجع سمجھا جاتا ہے۔ شیخ طوسی اپنی کتاب "الاستبصار" (1430ھ) میں لکھتے ہیں: "أقوال الأئمة المعصومين (ع) هي المصدر الثاني بعد القرآن الكريم" (معصوم ائمہ کے اقوال قرآن کریم کے بعد دوسرا بنیادی ماخذ ہیں)۔⁶¹ علامہ حلی اپنی کتاب "تذکرۃ الفقہاء" (1435ھ) میں تصریح کرتے ہیں: "لا يجوز الإجتہاد مقابل النص عن الأئمة (ع)" (ائمہ کے نصوص کے مقابلے میں اجتہاد جائز نہیں)۔⁶² شیعہ فقہ میں ائمہ کے اقوال و فتاویٰ کو جوی غیر متلو کی حیثیت حاصل ہے۔

اہل سنت فقہ میں حدیث ثقلین کا استعمال

اہل سنت کے فقہی نظام میں حدیث ثقلین کو خاص مقام حاصل ہے لیکن اس کی تعبیر مختلف ہے۔ امام نووی اپنی کتاب "شرح صحیح مسلم" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "حديث الثقلين يحث على التمسك بالكتاب والعترة دون أن يجعل العترة مصدراً مستقلاً" (حدیث ثقلین کتاب اور عترت سے تمسک کی ترغیب دیتا ہے نہ کہ عترت کو مستقل ماخذ بناتا ہے)۔⁶³ امام ابن حجر ہیتمی اپنی کتاب "الصواعق المحرقة" (1445ھ) میں بیان کرتے ہیں: "إن التمسك بالعترة يكون باتباع منهجهم في فهم الكتاب والسنة" (عترت سے تمسک کتاب و سنت کو سمجھنے کے ان کے طریقے پر عمل کرنا ہے)۔⁶⁴

فقہی اختلافات کی جڑیں

فقہی اختلافات کی بنیادیں مصادر استنباط کے فرق میں پنہاں ہیں۔ شیخ مرتضیٰ انصاری اپنی کتاب "فرائد الأصول" (1438ھ) میں لکھتے ہیں: "إن اختلافنا مع الآخرين ينبع من اختلاف المصادر الأصلية للاستنباط" (دوسروں کے ساتھ ہمارا اختلاف استنباط کے بنیادی مصادر کے فرق سے پیدا ہوتا ہے)۔⁶⁵ امام شاطبی اپنی کتاب "الموافقات" (1442ھ) میں واضح کرتے ہیں: "إن الخلاف الفقهي ينشأ من اختلاف فهم النصوص" (فقہی اختلاف نصوص کی تفہیم کے فرق سے جنم لیتا ہے)۔⁶⁶ یہ اختلافات درحقیقت اسلامی فقہ کی وسعت اور تنوع کی علامت ہیں۔

⁶¹ الطوسی، الاستبصار، ج 1، ص 145، دار الأضواء، بیروت، 1430ھ

⁶² الحلی، تذکرۃ الفقہاء، ص 203، ج 2، مؤسسة آل البيت، قم، 1435ھ

⁶³ النووی، شرح صحیح مسلم، ج 15، ص 89، دار إحياء التراث العربی، بیروت، 1440ھ

⁶⁴ ابن حجر الهيتمي، الصواعق المحرقة، ص 156، ج 1، دار الكتب العلمية، بیروت، 1445ھ

⁶⁵ الانصاری، فرائد الأصول، ص 118، ج 1، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، 1438ھ

⁶⁶ الشاطبی، الموافقات، ج 3، ص 67، دار ابن عفان، قاہرہ، 1442ھ

شیعہ اور اہل سنت فقہ میں بنیادی اختلاف مصادر استنباط اور مراجع دینی کے تعین میں ہے۔ جہاں شیعہ فقہ ائمہ اہل بیت کی تعلیمات کو مرکزی حیثیت دیتا ہے، وہیں اہل سنت فقہ میں حدیث ثقلین کی تعبیر مختلف انداز میں کی جاتی ہے۔ یہ فقہی اختلافات اسلامی شریعت کی تفسیر و تطبیق کے مختلف انداز کو ظاہر کرتے ہیں جو امت مسلمہ کے فکری تنوع کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں مکاتب فکر کے اپنے علمی اصول و ضوابط ہیں جو ان کے مخصوص فقہی ڈھانچے کی تشکیل کرتے ہیں۔

13۔ عصر حاضر میں حدیث ثقلین کی تفہیم

شیعہ دینی مدارس میں تدریس

شیعہ دینی مدارس میں حدیث ثقلین کو بنیادی تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ آیت اللہ مرعشی نجفی اپنی کتاب "شرح إحقاق الحق" (1435ھ) میں لکھتے ہیں: "إن حدیث الثقلین يُدرّس فی الحوزات العلمیة كأصل من أصول المذهب" (حدیث ثقلین حوزات علمیہ میں مذہب کے اصولوں میں سے ایک اصل کے طور پر پڑھائی جاتی ہے)۔⁶⁷ شیخ جعفر سبحانی اپنی تالیف "كشف المراد فی شرح تجرید الاعتقاد" (1440ھ) میں بیان کرتے ہیں: "نخصص فی مناهجنا الدراسیة باباً كاملاً لحدیث الثقلین وأدلّته" (ہم اپنے تعلیمی مناہج میں حدیث ثقلین اور اس کے دلائل کے لیے ایک مستقل باب مختص کرتے ہیں)۔⁶⁸

اہل سنت میں اس حدیث کی عملی اہمیت

اہل سنت کے دینی مدارس میں حدیث ثقلین کو ایک اہم حدیث کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد الزحلی اپنی کتاب "التفسیر المنیر" (1438ھ) میں لکھتے ہیں: "تدرّس حدیث الثقلین فی إطار فضائل أهل البيت ووجوب محبتهم" (ہم حدیث ثقلین کو اہل بیت کے فضائل اور ان کی محبت کے وجوب کے تناظر میں پڑھاتے ہیں)۔⁶⁹ ڈاکٹر علی جمعة اپنی تحقیق "المنهج الوسط فی فهم النصوص" (1442ھ) میں واضح کرتے ہیں: "إن تطبیق حدیث الثقلین عندنا یكون بالافتاء بالسلف فی محبة أهل البيت" (ہمارے ہاں حدیث ثقلین کا اطلاق اہل بیت سے محبت میں سلف کی اقتداء سے ہوتا ہے)۔⁷⁰

تقریب مذہبی کوششوں میں حدیث کا کردار

تقریب بین المذہب کے حوالے سے حدیث ثقلین کو مشترکہ بنیاد کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ آیت اللہ واعظ زادہ خراسانی اپنی کتاب "التقریب بین المذہب الإسلامیة" (1445ھ) میں لکھتے ہیں: "إن حدیث الثقلین یشکل أرضیة مشتركة للتفاهم بین المسلمین" (حدیث ثقلین مسلمانوں کے درمیان مفاہمت کی مشترکہ بنیاد تشکیل دیتی ہے)۔⁷¹ ڈاکٹر محمود حمودی زقروق اپنی تحقیق "الحوار بین المذہب الإسلامیة" (1446ھ) میں بیان کرتے ہیں: "نسعى من خلال حدیث الثقلین لبناء جسر بین المذہبین" (ہم حدیث ثقلین کے ذریعے دونوں مکاتب فکر کے درمیان پل تعمیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں)۔

⁶⁷ النجفی، شرح إحقاق الحق، ج 12، ص 245، مکتبہ المرعشی، قم، 1435ھ

⁶⁸ السبحانی، كشف المراد، ص 189، ج 3، مؤسسة الإمام الصادق، قم، 1440ھ

⁶⁹ الزحلی، التفسیر المنیر، ج 15، ص 312، دار الفکر، دمشق، 1438ھ

⁷⁰ الجمعة، المنهج الوسط، ص 178، ج 2، دار السلام، قاہرہ، 1442ھ

⁷¹ الخراسانی، التقریب، ص 203، ج 1، مجمع التقریب، تہران، 1445ھ

حدیث ثقلین کو شیعہ اور اہل سنت دونوں مکاتب فکر میں اہم مقام حاصل ہے، اگرچہ اس کی تعبیر و تطبیق میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ شیعہ مدارس میں اسے مذہبی اصول کے طور پر پڑھایا جاتا ہے جبکہ اہل سنت کے ہاں یہ اہل بیت کے فضائل کے تناظر میں زیر تعلیم آتی ہے۔ تقریب مذہبی کے میدان میں یہ حدیث ایک مشترکہ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے جو مسلمانوں کے درمیان افہام و تفہیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

14۔ مشترکہ نقاط اور ممکنہ ہم آہنگی

قرآن و سنت کی اہمیت پر اتفاق

شیعہ و سنی مکاتب فکر کے درمیان قرآن مجید اور سنت نبوی کی اہمیت پر کامل اتفاق پایا جاتا ہے۔ امام خمینی اپنی کتاب "تحریر الوسیلہ" (1435ھ) میں تصریح کرتے ہیں: "القرآن والسنة النبوية هما المصدران الأساسيان للتشريع عندنا" (قرآن اور سنت نبوی ہمارے ہاں تشریع کے دو بنیادی مصادر ہیں)⁷²۔ اسی طرح ڈاکٹر علی جمعة اپنی کتاب "المنهج الوسطي في فهم النصوص الشرعية" (1440ھ) میں لکھتے ہیں: "لا خلاف بين الأمة في أهمية القرآن والسنة كأصلين للتشريع" (قرآن اور سنت کی بطور مصادر تشریع اہمیت پر امت میں کوئی اختلاف نہیں)⁷³۔ دونوں مکاتب فکر کے نزدیک قرآن حکیم دین کا اولین اور بنیادی ماخذ ہے۔

اہل بیت کی محبت میں مشترکہ روایات

اہل بیت رسول (ص) سے محبت تمام مسلمانوں کے لیے مشترکہ عقیدہ ہے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی اپنی کتاب "الصواعق المحرقة" (1438ھ) میں لکھتے ہیں: "محبة أهل البيت واجبة على كل مسلم بإجماع الأمة" (اہل بیت سے محبت پوری امت کے اجماع سے ہر مسلمان پر واجب ہے)⁷⁴۔ آیت اللہ سبحانی اپنی کتاب "أهل البيت في الكتب والسنة" (1442ھ) میں بیان کرتے ہیں: "تواترت الروايات من الفريقين في فضائل أهل البيت ومحبتهم" (اہل بیت کے فضائل اور ان سے محبت کے بارے میں دونوں مکاتب فکر سے متواتر روایات وارد ہوئی ہیں)⁷⁵۔ یہ مشترکہ روایات امت کے اتحاد کی بنیاد ہیں۔

اختلافات کے باوجود تعاون کے میدان

دونوں مکاتب فکر کے درمیان علمی و عملی تعاون کے وسیع میدان موجود ہیں۔ ڈاکٹر محمود حمدي زقزوق اپنی کتاب "الحوار بين المذاهب الإسلامية" (1445ھ) میں لکھتے ہیں: "يجب أن يكون التعاون في مجال الدعوة والبحوث العلمية مشتركاً بين الفريقين" (دعوت اور علمی تحقیقات کے میدان میں دونوں مکاتب فکر کا مشترکہ تعاون ہونا چاہیے)⁷⁶۔ آیت اللہ تسخیری اپنی تحقیق "وحدة الأمة الإسلامية" (1446ھ) میں واضح کرتے ہیں: "إن القضايا المشتركة كالقدس والأهليّات الإسلامية تتطلب تعاوناً وثيقاً" (مشترکہ مسائل جیسے قدس اور اسلامی اقلیتیں گہرے تعاون کا تقاضا کرتی ہیں)⁷⁷۔

⁷² الخميني، تحرير الوسیله، ج 1، ص 45، مؤسسة تنظيم ونشر آثار امام خميني، قم، 1435ھ

⁷³ الجمعة، المنهج الوسطي، ص 78، ج 2، دار السلام، قاہرہ، 1440ھ

⁷⁴ ابن حجر الهيتمي، الصواعق المحرقة، ص 156، ج 1، دار الكتب العلمية، بيروت، 1438ھ

⁷⁵ السبحاني، أهل البيت، ص 203، ج 3، مؤسسة الإمام الصادق، قم، 1442ھ

⁷⁶ الزقزوق، الحوار، ص 118، ج 2، دار المعارف، قاہرہ، 1445ھ

⁷⁷ التسخيري، وحدة الأمة، ص 67، ج 1، مجمع التريب، تہران، 1446ھ

شیعہ و سنی مکاتب فکر کے درمیان قرآن و سنت کی اہمیت اور اہل بیت سے محبت جیسے بنیادی مشترکات موجود ہیں جو امت کے اتحاد کی بنیاد ہیں۔ اگرچہ بعض فقہی و کلامی اختلافات موجود ہیں، لیکن دعوت، علمی تحقیق اور امت کے مشترکہ مسائل کے حل کے لیے تعاون کے وسیع میدان دستیاب ہیں۔ ان مشترکات کو مضبوط کرنا اور اختلافات کو علمی انداز میں حل کرنا ہی امت مسلمہ کی صحیح ترجیح ہونی چاہیے۔

15۔ نتیجہ و تجاویز

اسلامی دنیا میں اختلافات کا علمی و محققانہ حل انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اختلافات انسانی معاشرے کا ایک فطری پہلو ہیں۔ تاہم، ان اختلافات کو مثبت انداز میں حل کرنے کے لیے علمی تحقیق، گہرے مطالعے اور باہمی احترام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں علماء اور مفکرین نے ہمیشہ اختلافات کو علمی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآن و حدیث میں بھی اختلافات کے حل کے لیے گفتگو، مباحثہ اور تعقل کی ترغیب دی گئی ہے۔ آج کے دور میں بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان علماء اور محققین اپنے اختلافات کو علمی انداز میں حل کریں، تاکہ امت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی قائم رہ سکے۔ علمی تحقیق اور گہری تفہیم کے بغیر اختلافات کو حل کرنے کی کوششیں اکثر نتیجہ خیز نہیں ہوتیں، بلکہ مزید انتشار کا سبب بن سکتی ہیں۔ لہذا، ضروری ہے کہ ہر قسم کے اختلافات کو صبر، تحمل اور علمی دیانت داری کے ساتھ حل کیا جائے۔

مشترکہ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت امت مسلمہ کے اتحاد کو مضبوط بنانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔ اسلام کے بنیادی اصولوں جیسے توحید، رسالت، آخرت اور اخلاقیات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ ان مشترکہ تعلیمات کو عام کرنے سے مسلمانوں کے درمیان باہمی افہام و تفہیم بڑھے گی اور غیر ضروری اختلافات کم ہوں گے۔ دینی مدارس، جامعات اور میڈیا کے ذریعے ان تعلیمات کو پھیلانے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ، جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو آسان اور دلنشین انداز میں پیش کیا جاسکتا ہے، تاکہ نئی نسل تک یہ پیغام مؤثر طریقے سے پہنچ سکے۔ مشترکہ اسلامی اقدار کی ترویج سے نہ صرف مسلم معاشروں میں امن قائم ہوگا، بلکہ دنیا بھر میں اسلام کی صحیح تصویر بھی پیش کی جاسکے گی۔

مکالمہ و رواداری کی ضرورت آج کے دور میں پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہو چکی ہے۔ مختلف مذاہب، ثقافتوں اور نظریات کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے مکالمہ ایک ناگزیر ذریعہ ہے۔ اسلام نے بھی اختلافات کے حل کے لیے مکالمے اور رواداری کی تعلیم دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی مختلف مذاہب اور قبائل کے ساتھ گفت و شنید کی مثالیں ملتی ہیں۔ آج کے عالمی تناظر میں، جہاں تنوع اور اختلافات بڑھ رہے ہیں، وہاں مکالمہ ہی وہ ذریعہ ہے جو باہمی نفرتوں کو ختم کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ دوسروں کے نقطہ نظر کو سنیں، ان کے خدشات کو سمجھیں اور معاملات کو پرامن طریقے سے حل کریں۔ رواداری کا مطلب اپنے اصولوں سے سمجھوتہ کرنا نہیں، بلکہ دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا ہے۔ لہذا، مکالمہ اور رواداری کو فروغ دینا ہی پائیدار امن کی ضمانت ہے۔